محبت نہیں کرتا"

"میں جانتی تھی — " وہ اس کے اوپر جھک گئی... جیسے ایک کیڑا اس کا
اسے اپنی لامبی آغوش میں لینا چاہتا ہو" میں جانتی تھی لیکن... مجھے اپنے آپ پر
نہیں..." وہ پھر رونے لگی اور اس کی آنسو نیلی آنکھوں میں سے ندیاں بنا کر نکلتے اور
کی چھاتیوں پر بہتے ہوئے کہیں نیچے چلے جاتے —

اس کے گھٹنوں پر نیلے نشان تھے۔ چوپایہ اگر جنگل میں چلے اور بے شک وہ
فوم کا ہو تو اس کے گھٹنوں پر نیلے نشان تو وجود میں آئیں گے —

وہ ہچکیاں لیتی اور بُری طرح آنسو بہاتی اٹھی۔ سیدھی ہوئی اور پیانو پر بیٹھ کر
بیتھووِن کا مون لائٹ سناٹا بجانے لگی...

پرندے سفید رنگ کے... اُون کا غبار... اور جہاں دھوپ وہاں اس کے ذر
اُون کے غبار کا قیدی... سانس کی نالی میں پھیپھڑوں میں... پوری زندگی کسی نم
فیکٹری کے مشین روم میں — کھانستے ہوئے۔

پیانو اور پرندے کی قید اور اُون کے غبار کی قید میں فرق تھا —؟

ہوزری کی مشینیں ایک خاص غنائیت کے ساتھ مسلسل چل رہی تھیں...
پر کبھی سمندر کی آواز حاوی ہوتی تھی اور کبھی مون لائٹ سناٹا کی دھن... اور کبھی کا
پرندے موت اور عدمِ وجود کی وادی میں سے گزرتے تھے...

ویوا... دی وا... ویوا ڈیگال... دی وا ڈیگال...

ٹیلی ویژن کی بلیک اینڈ وائٹ سکرین پر نوجوانوں۔ بچوں اور عورتوں کے
نعرے لگاتے۔ گلے پھاڑ پھاڑ کر ہاتھ لہراتے.. لاکھوں کے ہجوم... پیرس۔ لی آنز
فرانس کے قصبوں میں کسان اور مزدور... اور ڈیگال ایک چھوٹے سے گاؤں میں
شرابے سے الگ لاتعلق اپنے آپ میں مگن اور مطمئن.... باغبانی میں مصروف...
کو پیار سے دیکھتا ہوا... فرانس کی ہر دیوار پر ویوا ڈیگال... غیر مشروط اقتدار ہیرو کے
لئے.... عوامی نمائندے نامنظور...

اور ڈیگال — آلو اگاتا ہوا لاتعلق مسیحا —

"کیا اس سیاسی دلدل میں سے نکلا جا سکتا ہے جس میں دوسری جنگ عظیم

تک فرانسیسی پھنسے ہوئے ہیں — کیا ڈیگال — کین ہی ڈلوردے گڈز؟" بک ۱۹۶۰ء
"کچھ پتہ نہیں ان فراگز کا — " امبرتو نے اپنے گنجے ہوئے کندھے فرانسیسیوں
وہ اس پر اندھا اعتماد کرتے ہیں جیسے وہ کوئی پیغمبر ہو — ذرا دیکھو" سکیڑ کر کہا"
ٹیلی ویژن سکرین کی طرف اشارہ کیا جہاں پلے ڈی کنکورڈ میں لاکھوں فرانسیسیوں طرح ہی
کے حق میں نعرے لگا لگا کر رندھ چکے تھے۔ نے اگلے ڈیگال

امبرتو دو گھنٹے پیشتر اس کے کمرے میں غیر متوقع طور پر وارد ہوا تھا اور اس کے
ابھی تک مختلف رنگوں کے اُون کے ریشے پھنسے ہوئے تھے۔ مائی برادر مسلم دا میں
— مجھے معلوم ہے کہ یہ وہ وقت ہیں جب ہوزری کی مشینیں تمہارے حواس پر لنتانی
ہو چکی ہیں اور تم ایک گھوڑے کی طرح اپنے فائنل پروجیکٹ میں جتے ہوئے ہو... وار
میں تمہارے لئے تمہارے تھکے ہوئے اعصاب کے لئے اپنے ہاتھوں سے لئے...
بولانیز بنا کر لایا ہوں — ذرا دیکھو — " اس نے ایک ڈبے کا ڈھکن جو بہت گیٹی
سے کسا ہوا تھا۔ کھولا... تو پنیر کے پگھلنے کی خوشبو اور رس بھرے قیمے کی مہک ضبوطی
میں پھیل گئی.." کاش اس کے ہمراہ سرخ وائن کیانتی کی ایک ٹوکری ہوتی تو ڈنر کرے
آسانی ہو جاتا —"

ڈنر اگرچہ آسانی نہ ہوا لیکن اس کے اختتام پر وہ آسودہ اور پُر آسائش لمحوں میں
ٹیلی ویژن دیکھ رہے تھے —

بہت ناتواں اور دُبلا اور گھنگھریالے بالوں والا لارڈ رَسل — ٹریفالگر سکوئر میں ایک
پروٹسٹ ریلی سے مخاطب تھا — فرانس مسٹ کوئٹ الجیریا...

سکرین پر ایک شارپ کٹ آتا ہے اور رَسل کی بجائے پستہ قد سارتر اپنی عینک
درست کرتا ہوا پیرس کی ایک پروٹسٹ ریلی کے آگے آگے چل رہا ہے — سیکنڈ سیکس
سیمون ڈی بووئر جو اُس سے کئی بالشت بلند ہے اُس کے ساتھ قدم ملا رہی ہے — بینرز پر
الجیریا کی فرانس سے آزادی کے نعرے لکھے ہوئے ہیں —

"میڈ پیپل — آئی ٹیل یُو کریزی پیپل..." امبرتو نے ہوا میں ایک مکا چلایا "یہ
پاگل لوگ ہیں مشیل... اپنے ملک کے خلاف جلوس نکالتے ہیں، پروٹسٹ کرتے ہیں... لارڈ
رَسل کا تو انگریز بھی باقاعدہ مذاق اُڑاتے ہیں کہ یہ اولڈ مین... سویٹ اولڈ مین جب تک
روزانہ کسی پروٹسٹ ریلی میں شریک نہ ہو اُسے رات کو نیند نہیں آتی — لیکن سارتر کو

کیا ہوا ہے.. اپنے ملک کے خلاف سڑکوں پر آ جاتا ہے.... یہ کیا چاہتا ہے... الجیریا تو آزاد ہے... الجیریا از پارٹ آف فرانس جسٹ لائک پیرس..."

"نہیں — " مشاہد نے سر ہلایا "اگرچہ میں نے ابھی ابھی تمہارا نمک کھایا ہے لیکن تم ایک متعصب یہودی ہو — نہیں — تم ایک طوطے کی طرح فرانسیسی حکومت کا نکتۂ نظر بیان کر رہے ہو —"

"کیا میں فرانسیسی ہوں جو ایسا کرتا ہوں — " امبرتو نے اپنی مضبوط چھاتی پر بندروں کی طرح مکے چلائے... "بولو..."

"نہیں... تم اطالوی ہو — اور یہودی ہو اور الجیریا از مسلم..."

"اینڈ ہُو آر یُو" — امبرتو نے آنکھیں میچ کر ایک ایسی متانت سے کہا جو وہ تاریخ اور مذہب کے بارے میں گفتگو کرنے سے پیشتر اپنے آپ پر طاری کر لیتا تھا — "تم کون ہو؟ تم بھی تو آدھے یہودی ہو — ابھی سپا گیٹی بولانیز چکھنے سے پیشتر تم نے ذرا احتیاط سے دریافت کیا تھا کہ اس پر جو قیمہ ہے وہ حلال ہے یا نہیں... اور میں نے تمہیں بتایا حلال ہے... کوشر ہے — تم ہمارا ذبیحہ کھا سکتے ہو... ہمارا شلوم تمہارا سلام ہے اور ہم دونوں... میں اور تم ہزاروں لوگوں میں سے بآسانی الگ کیے جا سکتے ہیں کیونکہ ہمارے جسموں پر ایک ایک بوٹی دوسروں کی نسبت کم ہے — کیا میں ٹھیک کہتا ہوں؟ اور Skull Cap بھی پہنتے ہو — نازی ہمیشہ یہودیوں کو ہیٹ اُٹھا کر چیک کرتے تھے کہ انہوں نے اُن کے نیچے یہ خصوصی یہودی ٹوپی تو نہیں پہن رکھی — ہمارے رابائی بھی پہنتے ہیں اور تم بھی نماز کے لیے یہی گول ٹوپی پہنتے ہو... تو پھر یہ سب کیا ہے؟"

مشاہد کو اپنی مسکراہٹ پر کم اختیار تھا — "یہ سب اللہ تعالیٰ کے درست احکام کی پیروی ہے اے متعصب یہودی — تم نے انحراف کیا ہے۔"

"اس کے باوجود تم آدھے یہودی ہو —"

"سب کاٹیننٹ کے مسلمان کے لیے یہ بڑی مصیبت ہے کہ اُسے رسوم کے حوالے سے آدھا ہندو بھی کہا جاتا ہے اور اب تم ہمیں آدھا یہودی کہتے ہو تو... ہم کیا ہیں؟"

سکرین پر سارتر ٹھہرے ٹھہرے لفظوں میں تقریر کر رہا تھا — الجیریا... الجیریا باللہ —

"کریزی پیپل —" امبرتو نے دانت پیستے ہوئے چھاتی پر مکّے چلانے سے اجتناب کیا "کیا تم پاکستان میں اسرائیل کے حق میں جلوس نکال سکتے ہو؟ کیا میں فلسطین کے حق میں تل ابیب میں تقریر کر سکتا ہوں؟ انہیں پاگل کتے نے کاٹا ہوا ہے، اس فلسفی کو اس کی بیوی کو —"

"وہ شادی شدہ نہیں ہیں —"

"میڈ پیپل — لیکن میں چلتا ہوں" وہ اُٹھ کھڑا ہوا "مجھے ابھی چند انڈر گارمنٹس کے ڈیزائن تیار کرنے ہیں لیکن — متعصب تم ہو —"

"نہیں —"

"تم ہو —"

"اور غیر متعصب کہلانے کے لیے مجھے کیا کرنا پڑے گا؟"

"میرا نکتۂ نظر سننا پڑے گا —" وہ اپنے انڈر گارمنٹس فراموش کر کے پھر بیٹھ گیا۔ امبرتو کا یہودی عقیدہ اور اس کے قبیلے کی المناک تاریخ اس کے خون میں رچ چکی تھی اور وہ اُس سے الگ ہو کر شائد زندہ نہ رہتا۔ اُس کے آس پاس جو انگریز تھا وہ اُس کے تھیسس سے مکمل اتفاق کرتا تھا کہ اِس میں اُس کا اپنا کوئی خسارہ نہ تھا اور یوں بھی بلفورڈ ڈیکلریشن اُن کا اپنا "بچّہ" تھا۔ اُدھر عرب اُس سے بات کرنا تک پسند نہیں کرتے تھے اور اگر کرتے تھے تو جھینپے ہوئے رہتے تھے کیونکہ اُن میں سے بیشتر تاریخ کا وہ شعور نہیں رکھتے تھے جو امبرتو کے دلائل کو باطل ثابت کر سکتا تھا۔ البتہ مشاہد اُسے سنتا تھا اور تحمّل سے سنتا تھا اور اُس میں جواب دینے اور سامنا کرنے کی ہمت بھی تھی... امبرتو کو زندگی میں پہلی بار احساس ہوا تھا کہ یہودی نکتۂ نظر اتنا ناقابل تردید نہیں اور دیگر ممکنات کا بھی امکان ہے۔ "ہم صرف واپس چلے گئے ہیں... اپنی زمین پر۔ اپنی تاریخ کا تسلسل برقرار اور زندہ رکھنے کے لیے واپس چلے گئے ہیں... بس اتنی سی بات ہے —"

"تاریخ کا تسلسل برقرار رکھنے کی توجیہ تمہیں اور اسرائیلیوں کو بہت مرغوب ہے... دنیا میں کب اور کہاں یہ تسلسل برقرار رہا ہے جو اِسے جواز قرار دیا جائے... تاریخ ایک بے جان شے ہے اور اِسے برقرار رکھنا گویا ایک مردے کو گھسیٹنا ہے...." مشاہد نے اٹھ کر ٹیلی ویژن آف کر دیا اور کمرے میں ٹہلنے لگا "اسے اگر قانون مان لیا جائے تو یہ بھی ایک غیر قانونی عمل ہو گا اور اس زمین پر بہت اتھل پتھل ہو گی — مجھے اپنا ملک

دراوڑوں کے لیے چھوڑنا پڑے گا اور پورا امریکی کانٹینٹ خالی کر دینا ہو گا انڈینز کے لیے... نہیں امبرتو نہیں۔"

"دراوڑوں اور انڈینز میں اگر زورِ بازو ہے تو وہ بھی بے شک ایسا کرلیں ۔"

"تو پھر بحث کرنا اور تاریخ کے تسلسل کو جبر اور بے دخلی کا قانونی جواز بنانا فضول ہے... تم کہو کہ ہم نے طاقت کے استعمال سے ایسا کرلیا ہے اور جس نے جو کرنا ہے کر لے..."

"لیکن ہمیں زمین تو چاہئے ۔ ہم کہاں جائیں؟"

"یہ سوال تم صرف ہم سے کیوں پوچھتے ہو..."

"اگر تم سے پوچھیں تو تم کیا جواب دیتے ہو —"

"پتہ نہیں۔ لیکن دوسروں کے گھروں اور زمینوں پر قابض ہو کر سٹار آف ڈیوڈ کی مُہر ثبت کر دینے کے لیے اخلاقیات کا سہارا مت لو ۔"

"دوسروں کے گھر اور زمینیں — نہیں نہیں" امبرتو اضطراب اور بے چینی میں تھا "نہیں — یہ گھر سدا سے ایک مکین کا نہیں مثیل — رہنے والے بدلتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہمیشہ ایک Love hate کا رشتہ رہا ہے... اُندلس میں سے عیسائیوں نے دونوں کو نکالا تھا... غرناطہ کے کتنے وزیرِ اعظم یہودی تھے یاد ہے؟.. تو میں کہہ رہا تھا کہ گھر کے مکین تاریخی تسلسل کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں... یروشلم میں پہلے کون تھا؟ داؤد کا یروشلم... ہم تھے... پھر رومن... پھر عیسائی — پھر اسے حضرت عمرؓ نے لے لیا... رچرڈ اور پھر سلادین... انگریز اور پتہ نہیں کون کون — اور اب اُردن کا تھا — یروشلم ایک یہودی شہر ہے اور مارک مائی ورڈز یہ مستقبل کا اسرائیلی کیپیٹل ہے — یروشلم ایک مرتبہ پھر یہودی شہر بنے گا اور ہم دیوارِ گریہ کے ساتھ لپٹ کر آنسو بہائیں گے —"

"نیوَر —"

"اور مدینہ — یثرب بھی ایک یہودی شہر تھا — ہم —"

"نیوَر —"

"کیا تم تاریخ سے انکار کر رہے ہو؟" امبرتو اُٹھا اور سپاگیٹی بولانیز والا خالی ڈبہ اُٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔

"نیور ــــ" مشاہد نے ایک مرتبہ پھر پورے یقین سے کہا۔
اور کیا مکمل یقین اور صرف عقیدے کی پختگی سے تاریخ سے انکار ہو سکتا ہے؟

اگرچہ انگلستان میں ویرانی کا تصور ممکن نہیں لیکن وہاں مکمل ویرانی تھی۔ وہاں بے آبادی اور سناٹا بھی تھا — جیسے ایک گھوسٹ ٹاؤن میں ہوتا ہے۔

سڑک پر کاغذوں کے پُرزے ہَوا کے زور سے اُڑتے تھے اور دونوں جانب بوسیدہ اور مخدوش حالتوں والے بدرنگ مکان تھے جن میں سے بیشتر کے گیٹ ٹوٹے ہوئے تھے اور اُن کے باغیچوں میں گھاس نہ تھی، کاٹھ کباڑ کے ڈھیر تھے۔

مشاہد نے جیب میں سے ایک چٹ نکال کر پتہ ایک بار پھر چیک کیا — پھر سامنے ایک شکستہ نیم وا گیٹ پر کوئلے سے لکھا ہوا نمبر پڑھا۔ یہی مکان تھا۔ وہ گیٹ کو دھکیل کر اندر چلا گیا۔ اندر گھاس آنکھوں کی سطح پر سرسراتی تھی اور ایک عجیب متلی آور بُو تھی جو فضا میں تھی۔ دوسری منزل کی کھڑکیوں کے چوکھٹوں میں پرانے اخبار چسپاں تھے۔ آنکھوں کی سطح پر سرسراتی گھاس میں سے ایک کُتیا نے سر نکالا اور غرائی اور اُس کے پیچھے پیچھے چھ سات پلّے گرتے پڑتے مست آنکھوں سے اُس شخص کو دیکھنے لگے جو اُن کے ملک ٹائم میں مخل ہوا تھا۔

مشاہد نے کُتیا کو ہمہ وقت نظر میں رکھتے ہوئے گھنٹی کے بٹن پر ہاتھ رکھا۔

دروازہ بہت دیر کے بعد کُھلا۔ اس طرح کُھلا کہ کوئی اُسے بہت زور سے دھکیلتا رہا اور تب جا کر وہ چراتا چراتا ہوا بمشکل کُھلا۔ اور جب کُھلا تو اُس کے سامنے ایک عجیب و غریب "شے" کھڑی تھی۔ کچھ کچھ میکبتھ کی — سوِدرڈ اینڈ وائلڈ اِن دیئر اٹائر — تین چڑیلوں سے مشابہ لیکن قدرے زیادہ ہونق — وہ ٹھگنے قد کی گوشت سے ٹھنسی ہوئی ایک ادھیڑ عمر "خاتون" تھی جس کے بالوں نے برسوں سے کنگھی یا برش کا لمس محسوس نہیں کیا تھا اور وہ ایک قحط زدہ ملک کی گھاس کی طرح خشک اور بے جان بکھرے ہوئے تھے۔ اس کا بے ربط لباس بھی کسی مردہ خانے کا عطیہ لگتا تھا اور اُس کی ایک آنکھ سے مسلسل پانی بہہ رہا تھا جسے وہ ایک غلیظ چیتھڑے سے پونچھتی تھی۔ مشاہد کو دیکھ کر اُس

خوشی آمدید کے طور پر ایک لمبی "شوں" کر کے ناک صاف کی اور پھر ہنسنے لگی... اس بات بھی گنتی میں بہت کم تھے "تم اُس کے دوست ہو ناں؟ ویلکم... آ جاؤ باہر کیوں ہو تمہارا اپنا گھر ہے — آ جاؤ، اندر آ جاؤ — میں مسز برٹن ہوں اُس کی لینڈ لیڈی"

مشاہد کو اُس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامنا پڑا، وہ کچھ بڑبڑایا اور اندر چلا گیا۔
اندر کے حالات باہر سے بھی زیادہ ہولناک تھے۔ سیلن زدہ اور گرتا ہوا مکان اور اس میں ایک ناقابلِ بیان بُو جو نہ انسانی تھی اور نہ حیوانی اور بہت عرصے کے بعد اسے علم ہوا کہ یہ بُو مسز برٹن کے جسم سے آتی تھی کیونکہ وہ کئی برسوں سے غسل خانے میں غسل کرنے کے لیے نہیں گئی تھی اور یوں بھی انگریز پانی نہیں ٹائلٹ پیپر استعمال کرتے ہیں۔

دیواروں پر جو وال پیپر جہاں کہیں تھا بوسیدہ تھا اور اُتر رہا تھا۔
مسز برٹن نے اسے ایک اندھیرے سے کمرے میں پیار سے دھکیلا اور لائٹ آن کر دی۔ پردے کھنچے ہوئے تھے۔ صوفے پر بیٹھتے ہی وہ اُس کے کُل سپرنگوں کی تعداد جان گیا اور ایک اور بُو کو جان گیا جو اُس ماحول کا ایک حصّہ تھی — وہاں متعدد بلیاں تھیں۔ جو دکھائی نہیں دیتی تھیں بلکہ سنائی دیتی تھیں اور شاید یہ اُن کے ٹائلٹ کی بُو تھی جو اُس ماحول کا ایک حصّہ تھی۔
"میں اُسے بلاتی ہوں —" مسز برٹن پُرمسرت ہاتھ ملتی، لڑھکتی ہوئی چلی گئی۔
تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ تشریف لائے... ڈریسنگ گاؤن میں ملبوس، سگار کے کش لگاتے اور دھویں کے مرغولے بناتے اور مسز برٹن کے کندھے پر ہاتھ رکھے — راؤ نپیل "کیوں مشیل تمہیں میری خوبصورت لڑکی پسند آئی؟"
مشاہد کو بجلی کی ننگی تار نے چھُو لیا "خوبصورت لڑکی" وہ ہکلا گیا "کون؟ —"
"مسز برٹن اور کون — اِسے میں ہمیشہ مائی بیوٹی کہتا ہوں — کیوں ڈارلنگ؟"
اور مائی بیوٹی مسکرا رہی تھی اور ایک عجیب شان کے ساتھ ایک عجیب پُرمزاح شوخی کے ساتھ۔ اُس کے دانت یقیناً نقلی تھے اور وہ بھی جھڑنے کو تھے لیکن وہ بڑھاپے کے باوجود بہت چوکس اور خبردار تھی۔ صحت مند اور پھُرتیلی۔
نوٹنگھم کے مرکزی چوک کے بس سٹاپ پر کھڑے ہوئے ان دونوں نے ایک ہی

لمحے میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا.... دونوں اپنا ردعمل طے نہ کر سکے اور ایک آمیز مسکراہٹ سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر بابو نے پہل کی اور وہ اُس کے آگیا "ہیلو مشیل —"

"ہیلو —"

سیال آنکھیں اُن کے درمیان بہہ رہی تھیں اور وہ مخالف کناروں پر تھے.. فاطمہ حائل ہو چکی تھی اور وہ گئے وقتوں کے جذبوں کی راکھ پر کھڑے تھے طرز تخاطب کو حدّت دینے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے.. بہت سا پانی بہہ چکا تھا اُم بیچ کے عقب میں بہتے ہوئے ٹرینٹ کے پلوں کے نیچے سے...

"لونگ ٹائم نو سی —"

"ہاں.. میں مصروف رہا.. اور تم کیسے ہو؟"

"ماتا جی نے تمہارے لیے بھنی ہوئی دال اور آم کا اچار بھیجا تھا اور... مصروف رہا..."

غلافی آنکھوں والا ہندو بچہ ایک مدت بعد اُس کے سامنے تھا.. لیکن وہ ایک بابو تھا. گندمی رنگ نکھرا ہوا اور مطمئن لگتا تھا.. سوٹ استری شدہ اور بوٹ اتنا شدہ.. فاطمہ؟..... لیکن اُس کی اُنگلیاں خالی تھیں.. شائد اس نے ویڈنگ رِنگ اُتار د اور.. "اِن دنوں کہاں ہو؟"

"ایک خوبصورت لڑکی کے پاس..." وہ ہنسنے لگا۔ اپنی لاپرواہ اور بینجو بجاتے ج اُس کے بدن کو بھرتی تھی اُس میں گھلی ملی ہنسی... فاطمہ؟..... "تم کل صبح کیا کر ر میں جانتا ہوں کہ فائنل پروجیکٹ کے لیے تم گھر پر ہی کام کرتے ہو کالج نہیں جار کل ناشتہ ہمارے ساتھ کرو... میرے اور میری خوبصورت لڑکی کے ساتھ اور بابا کے ساتھ مُحبّت کرتا ہوں..." اور وہ جان گیا کہ بابو ایسی آسانی سے فاطمہ کے بار بات نہیں کر سکتا تھا... یہ خوبصورت لڑکی کوئی اور تھی... تھینک گڈنیس یہ کسی جانب مائل ہو گیا ہے..

"پلیز مشیل —" اور یہ پلیز مشیل کہتے ہوئے بابو گلوگیر ہو گیا اور وہ انکار سکا۔ اور اب بابو اپنی خوبصورت لڑکی کے کندھے پر ہاتھ رکھے سگار کے کش لگا رہا تھا ایک مطمئن مسکراہٹ کے ساتھ چاہت، بھری نظروں سے اُسے دیکھے جا رہا تھا "بابا

وِتھ ہر —"

"آئی لَو ہر —" مشاہد قدرے مایوس تو ہوا کہ وہاں فاطمہ کی جگہ اور کوئی نہیں ہے اور پھر مسکرانے لگا۔

"اوہ —" مائی بیوٹی نے اپنی غیر معینہ کمر تک جھک کر ایک رائل کورنش بجا لانے کی کوشش کی "تھینک یُو اَیور سوچ — بریکفاسٹ؟"

"شکریہ —"

وہاں سے "کچن" کا منظر بھی صاف نظر آ رہا تھا۔ مائی بیوٹی میلا اور پھٹا ہوا ایپرن اپنی توند پر لپیٹے مسلسل گنگنا رہی تھی اور ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔
بابو میز پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھا تھا اور ٹیپ ریکارڈر پر پاکستانی اور ہندوستانی گانوں کی جو دھنیں سنائی دیتی تھیں اُن کی بیٹ پر اُسکے پالش شدہ سلیپر ایک خاص رِدھم کے ساتھ ہلتے تھے۔

جب ناشتہ سرو ہوا تو مشاہد کے فرائی انڈے پر ایک کالی لکیر تھی۔

مشاہد نے اسے بہت دیر تک دیکھا۔

بابو نے اُسے دیر تک دیکھتے دیکھا اور پھر وہ دیکھا جو وہ دیر سے دیکھ رہا تھا اور اُسے اپنی چھنگلی سے اُٹھا کر بولا "مائی بیوٹی، کیا یہ تمہارا بیوٹی فل ہیئر ہے؟"

مائی بیوٹی بہت پچھتائی اور شرمندگی سے لبریز ہو کر کہنے لگی "اوہ سَوری بابو... غلطی ہو گئی — لاؤ اسے پھینک آؤں —" اُس نے بال کو انڈے کی سفیدی پر سے چُٹکی سے اُٹھایا اور باہر لے گئی۔

ناشتے کے بعد بابو اسے اپنے کمرے میں لے گیا۔ اور وہ بھی کاٹھ کباڑ کا ایک مجموعہ تھا جس میں کہیں ایک پلنگ تھا۔ دو صوفے تھے جن کے سپرنگ اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لیے بے چین تھے۔ غسل خانے کا دروازہ غیر ضروری اور میلے کپڑوں کا ایک ڈھیر اور اُن میں ایک بلی — اور اُس کی بُو؟.... یہاں وہ کیسے آ سکتی ہے۔ فاطمہ کیسے آ سکتی ہے!

شام تک دونوں اکٹھے رہے، مشاہد اپنے پروجیکٹ کو بھولا رہا اور وہ گانے سنتے رہے، قہقہے لگاتے رہے۔ وہ چائے نوش کرتے رہے جو ہر دس منٹ بعد "ڈِی مائی لَو..." مسز برٹن اُن کے لیے خاص طور پر برو کر کے لاتی رہی "میں بابو راؤ پٹیل بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم مشاہد علی، مسز برٹن اور اس گھر کے بارے میں کیا سوچ رہے ہو لیکن تمہیں

یقین کرنا ہو گا کہ اس جیسی خوبصورت لڑکی پورے انگلستان میں نہیں ہے ۔۔۔ یہ
بیٹوں کی طرح یا شائد اُن سے بڑھ کر میرا خیال رکھتی ہے... اگر اس کے بیٹے ہیں تو
نہیں جانتا کہ کبھی اس کی شادی ہوئی یا نہیں... اگرچہ ہوئی ہو گی کیونکہ یہ مسز برن
اور یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کی کوئی اولاد ہے.. اگر ہے تو کہاں ہے کیونکہ وہ اس کے با
میں کبھی گفتگو نہیں کرتی — مائی بیوٹی کبھی حساب کتاب کے بکھیڑوں میں نہیں پڑتی
کچھ ادائیگی کر دوں تو خوش ہو جاتی ہے، نہ کروں تو بھی خوش رہتی ہے — میں اس
میں جو جی چاہے کر سکتا ہوں — لوئی ایمسٹرانگ کا ''کنگ اولیویر'' فل والیوم پر سن
ہوں... غسل خانے میں پانی اچھال اچھال کر خوب مزے سے اشنان کر سکتا ہوں... میں
بیمار پڑ جاؤں تو ہماری بڑی بوڑھیوں کی طرح پتہ نہیں کیا کیا جڑی بوٹیاں اور پتے اُبال
مجھے پلاتی رہتی ہے اور یقین کرو میں تندرست ہو جاتا ہوں — کیا مسز برن ا
خوبصورت لڑکی نہیں ہے؟''

''گندی بہت ہے''

''بس وہ قدرے لاپرواہ ہے اپنے بارے میں لیکن — لوگوں کی دل و جان سے
پرواہ کرتی ہے... مجھے ناشتہ سرو کر کے گلی میں نکل جاتی ہے اور ہر گھر میں جھانکتی ہے ا
کوئی کام تو نہیں.. کبھی کسی کے قالین کی ڈسٹنگ کر دی، کبھی کسی لاچار جوڑے کے برتن
دھو دیئے... شاپنگ میں مدد کر دی.... کسی کے لان کی گھاس کاٹ دی —''

''اور بے شک اپنے لان میں کُتیا بچے جن دے —''

''ہاں- اُسے اپنی پرواہ نہیں ہوتی، مائی بیوٹی کو —''

وہ مسلسل باتیں کرتے رہے- ہندوستانی فلمی گانوں پر سر دُھنتے رہے- کبھی با
بینجو کے آگے سر جھکا کر بیٹھ جاتا اور اُس کی پسندیدہ دُھن یہ رات یہ چاندنی پھر کہاں... چھیڑ
دیتا.... لیکن ان قہقہوں اور بینجو کے سروں کے باوجود اُن کے درمیان فاصلہ رہا اور وہ
دونوں اس کا احساس رکھتے ہوئے بے آرامی کی کیفیت میں بیٹھے رہے اور اُسے کوشش
سے اپنے چہروں تک آنے سے روکتے رہے — حجاب برقرار رہا- دیوار موجود رہی اور
پردہ درمیان میں رہا- اِس پردے سے پرے فاطمہ تھی

ایک مجرمانہ چُپ سے پرے فاطمہ تھی-

واپسی پر اُسے ایک اور مجرمانہ چپ؟ — کا سامنا تھا۔
پُر آسائش اور نفیس ذوق سے سجے ہوئے کمرے کی سٹڈی ٹیبل پر حسب
کی ڈاک ایک مخصوص کونے میں رکھی تھی — اُس میں مسز مے فیلڈ کے
لی اُن کا سلیقہ پہچانا جاتا تھا۔
ب سے اوپر جو سفید لفافہ تھا اُس کے سامنے کُھلا اور اُس میں سے ایک پرندہ باہر
پرندہ شائد اُسی لفافے کے کاغذ سے بنا تھا جس میں سے وہ باہر آیا تھا... اُسے قید کرنے
ندہ اُس کے تعاقب میں، بے یقینی کے سمندر اور ان جانی بلندیاں عبور کر کے یہاں
ہنچ گیا تھا اور اُس کے سامنے بیچ نہیں تھا... سی مرغ نہیں تھا — وہ تھا، مشاہد علی —
اُن سے کچھ کہنا چاہتا تھا — کل رات روشندان کے سامنے جھولتے ہوئے کاغذی
کے سامنے پیانو بجاتے ہوئے — پہلی حرکت ہوئی — ابورشن کا راستہ دشوار
لیکن میں اسے رکھنا چاہتی ہوں — میں تمہیں یہ خبر صرف اس لیے دے رہی ہوں
جان جاؤ کہ تم ادھر ڈنمارک میں میرے پاس ہی رہ گئے ہو، کہیں نہیں گئے...
"بچ — بچ" مشاہد نے ایک گہرا سانس لے کر دانت پیسے اور خط ردّی کی ٹوکری
ک دیا — اُس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا — ورنہ "کائل" کی موجودگی میں یہ
ن تھا۔

ردی کی ٹوکری میں صرف ایک پرندہ تھا، یا شائد ایک اور چھوٹا سا پرندہ تھا اور
لیے اور مڑے تڑے تھے...
پیانو اور پرندے کی قید سے فرار ممکن نہ تھا۔

اگلے اتوار اور پھر اُس سے اگلے اتوار بھی مشاہد اُس بدبُو دار سیلن زدہ گھر میں تھا۔
کی بدبُو کم ہوتی جا رہی تھی۔ وال پیپر کی رنگت بھی بہتر ہو گئی... صوفے کے
کم آزار ہو گئے اور اگر لان میں گھاس آنکھوں تک سرسراتی تھی تو یہ گھاس کی
سرسراتی رہے... یوں بھی پہلے دن کے علاوہ اُس کے فرائی انڈے پر کبھی کوئی
ھائی نہیں دی تھی... مسز برٹن کے ماتھے پر بھی اس نے کبھی کوئی شکن نہ دیکھی
تو صرف اُس کے پہناوے پر — جہاں شکنوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور اُس
ماسبب وجہ مُحبت کے سوا کچھ نہ تھا۔

مشاہد اُسے ہمیشہ مسز برٹن کہہ کر مخاطب کرتا تھا — لیکن ایک روز اس
کہ "مائی بیوٹی" کہنا زیادہ آسان ہے —

اُوپر ایک صاف آسمان میں نمکین سمندری ہوا کے دوش پر آبی پرند
ٹھہراؤ کی کیفیت میں دکھائی دیتے تھے۔

دھوپ میں... انگلستانی دھوپ میں جو برائے نام حدت تھی اُسے پانی کی تر
کر رہی تھی اور مشاہد کپکپا رہا تھا — اُسے بھاری وولیز پہن کر آنا چاہئے تھا... کا
سائمن سیلنگ بوٹ کے بادبان تھامے نامعلوم سمندروں کے سفر پر نکلنے والے قد
رانوں کی سنجیدگی چہروں پر طاری کئے افق پر نظریں جمائے کھڑے تھے جیسے تصو
رہے ہوں...

کِلف اُس کی تازہ ترین لینڈ لیڈی مسز ے فیلڈ کا بیٹا تھا۔ اُس کی بطورِ لاجر
پیشتر وہ ایک بہت نپی تلی اور روکھی سوکھی انگریز زندگی گذار رہا تھا... ایک پکا صا
ٹائٹ اپر لپ... آئی سے اولڈ بوائے.... جالی گڈ... وہاٹ روٹ اور سپورٹس کار، گا
دو پائنٹ بیئر ہر ہفتے کی شام۔

مشاہد نے کِلف کے لیے وہی کیا جو چار برس پیشتر کوکی نے کیا تھا... یہ
باقاعدہ "جنٹل مین" بنایا بہت سے راستے دکھائے اور زندگی سے آشنا کیا۔

سائمن، کِلف کا بچپن کا سویٹ ہارٹ تھا.. اور اُس کا کام چپ رہنا تھا۔ وہ
تھا کہ اُس پر بار بار گونگا ہونے کا شبہ ہوتا تھا۔ بہت ہوا تو آدھ پون گھنٹے کے بع
رئیلی" کہہ دیا۔ سیلنگ بوٹ کِلف کی ملکیت تھی اور اس سے ویسٹ کِلف کے
سے ایک کلومیٹر اندر بہت روانی سے ایک خاموش سمندر پر تیرتی تھی — اور
عین اوپر ٹھہراؤ میں آبی پرندے۔

مشاہد اپنی بدنی فطرت میں ایک میدانی آدمی تھا... دریاؤں کی قربت اُسے
دیتی تھی لیکن سمندر کے سامنے وہ بے آرام محسوس کرتا تھا... ادھر سمندر کی نمکین
آس میں کِلف سارا ہفتہ آہیں بھرتا رہتا اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اُن کے سیلنگ
میں شریک ہو جاتا۔

مئی کا مہینہ تھا... یہاں یہ چوٹی سے ایڑھی تک کے پسینے کا مہینہ

ے" تھا اور ہوا میں سردی کی کاٹ بدستور موجود تھی۔
اُوپر اُن آبی پرندوں میں کہیں ایک گیلا کاغذی پرندہ بھی تھا جو اُسے نیچے بادبانی
یں اپنی جانب اوپر دیکھتے ہوئے دیکھتا تھا۔ وہ یقیناً وہاں تھا۔ کرسٹین نے میرے ساتھ
کیا ہے — جان بوجھ کر — وہ پھر تلملایا۔ اُسے اپنا آپ ڈنمارک کے ایک تہہ
یں چھوڑ آنا پسند نہ تھا۔

"آئی ہے اولڈ بوائے... وہاٹ اے سپلینڈڈ جاب... اے ڈگری وِد آنرز... بہت

باد"

"میری جانب سے بھی —" سائمن بمشکل بولا۔

"شکریہ —"

"ہم تمہیں مِس کریں گے... میں اور سائمن اور مم... یقیناً تم وطن لوٹ رہے

"نہیں... شائد ابھی نہیں۔" وہ وطن واپسی کے موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا

"اوہ رئیلی؟" سائمن نے مسرت کا اظہار کیا۔

"شائد میں ادھر ہی ٹھہر جاؤں۔ آج پرنسپل نے مجھے خصوصی ملاقات کے لیے بلایا
نہوں نے مجھے اِسی کالج میں ٹیچنگ جاب کی آفر دی ہے — شائد میں واپس نہ
۔"

"سپلینڈڈ اولڈ بوائے۔" کلف نے سرہلاتے ہوئے ہاتھ ملے "یہ تو بہت اچھی خبر
مجھے فوراً مم کو اطلاع کرنی چاہئے کہ اُس کا کرائے دار ابھی کمرہ خالی نہیں کرے گا۔"

"میں اگر نہ گیا تو... میں نے لینڈ لیڈیز کے ڈسپلن میں بہت زندگی گذار لی ہے
اب میں اپنی مرضی کے مطابق کسی فلیٹ میں رہائش رکھنا چاہوں گا... میں اگر ٹھہرا
کا لیے مسز ے فیلڈ سے ابھی کچھ نہ کہنا —"

"اوکے ڈوکس —"

مگی اُس کی بے آرام کیفیت کا سبب تھا۔ ایک اتھاہ گہرائی میں کاغذ کی کشتیاں ڈوبتی
اور سانس نہیں آتا تھا۔ یہی کہ اب اُسے ہمیشہ کے لیے انگلستان میں رہنا ہے... بقول
"سپلینڈڈ فیوچر لیکن اس کے لیے کتنا کچھ تیاگ دینا پڑتا تھا۔ وہ یورپی رہن سہن میں

آسائش محسوس کرتا تھا لیکن چوہدری اللہ داد کی وجاہت بار بار اُس کے سامنے آتی
— سفید موچھیں اب ڈھلک رہی تھیں اور نیلی آنکھیں بجھ رہی تھیں ماند پڑ رہی تھیں
اُنہوں نے زندگی کے کسی بھی فیصلے کے لیے اُسے کبھی مجبور نہیں کیا تھا... دباؤ ڈالنا اُن
فطرت میں شامل نہ تھا... وہ اپنی خفگی کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے صرف چند راتیں کرو
بدلتے گذار دیتے تھے۔ اس سیلنگ سیشن پر آنے سے پہلے ایک مختصر خط میں اُس
انہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا تھا... ٹیچنگ جاب کی پیشکش اور یہ کہ میں انگلستان میں
عرصہ رہنے کے بعد کسی دُھول آلود قصبے کی قربت میں کسی نیم تاریک فیکٹری میں سارا
اُون اور سوت کے غبار میں سانس نہیں لے سکتا تھا.. وہ جانتا تھا کہ جواب کیا آئے گا۔
برخوردار تم نے مناسب فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی دے اور صحت دے ا
خوشی دے — ابھی ربط ختم نہیں ہوا تھا.. رشتوں سے بندھی ڈوری منقطع نہیں ہوئی ت
لیکن اُس کے اندر کچھ کٹتا تھا اور اذیت دیتا تھا... شائد ناڑو کے کٹنے پر بچوں کو اسی اذ
میں سے گذرنا پڑتا تھا..

سورج ذرا نیچے ہوا تو خنکی ناقابلِ برداشت ہو گئی۔

کِلف نے کشتی کا راڈر موڑا اور بادبان کا رُخ ساحل کی جانب کر دیا۔

سٹڈی ٹیبل پر حسبِ معمول اُس کی ڈاک ایک خاص ترتیب سے پڑی تھی او
اُس میں مسز ے فیلڈ کا سلیقہ پہچانا جاتا تھا —

پیارے مشاہد بھائی جان،

ہم سب کی طرف سے آپ کو امتحان پاس کر لینے پر بہت بہت مبارکباد ہو... ا
جی بہت خوش ہیں۔ اباجی کو گذرے ہوئے آج دو ماہ ہو گئے ہیں۔ آپا جی نے منع کیا تھا کہ
مشاہد کو اطلاع نہ کرو اُس کے فائنل امتحان ہیں وہ پریشان ہو گا۔

آپا جی دوپہر کی روٹیاں پکا رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ مشاہد کا ارادہ اگر پاکستان واپس
آنے کا نہیں تو اللہ تعالیٰ اُسے خوش رکھے۔ میری دعائیں شامل حال رہیں گی... باجیاں بھی
سلام کہتی ہیں — آپ کا چھوٹا بھائی مردان علی۔

مشاہد کی آنکھیں بالکل خشک رہیں — اتنی خشک کہ چبھنے لگیں جیسے قحط زدہ زمین

دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔
شیروڈ فارسٹ میں بہت سارے قدیم درخت تھے — اُس نے ایک ایسے درخت
انتخاب کیا جس کے تنے کو وہ اپنے دونوں بازوؤں میں بخوبی سمیٹ سکتا تھا اور پھر اُس
کے گلے لگ کر رونے لگا۔

From The Destined Walls'
of Cambalia' Seat of Cathian Can
And Samarchand By Oxus' Temir's Throne'
To Paquin of Sinaean Kings : And Thence
To Agra And Lahore of Great Mugal.

Pardise Lost Bk XI, I

چار چیزیں ہیں جو ہر دسمبر میں...

برگیتا جھکی ہوئی دسمبر کی اُس پیلی دھوپ میں جس میں لاہور کی مٹی کے ذرے معلق رہتے ہیں اور اُس دھوپ کو نرم حدت کے ساتھ ساتھ ایک خاص زور دیتے ہیں انارکلی کے فٹ پاتھ پر پیلی دھوپ میں ایک چھٹی کی صبح میں برگیتا جھکی ہوئی حد درجہ اعتیا برتتی کتاب کے زرد پڑتے بے لوچ خستہ ورقوں پر جھکی وہ پڑھتی جا رہی تھی اور مگن تھی۔ آس پاس جو بیشتر لوگ تھے وہ بھی جھکے ہوئے تھے اور اُن کے ہاتھوں میں بھی کتابیں تھیں جن پر وہ جھکے مگن تھے۔ بند دوکانوں کے تھڑوں پر اور کھوکھوں میں اور فٹ پاتھ پر ایک کتاب دنیا آباد تھی جس میں چند لمحوں کے لئے بسنے کے لئے اُس کاغذی دنیا کو آباد کرنے کے لئے لوگ آتے تھے... اُن کی نظریں کتابوں کی ترتیب پر سفر کرتی اٹک اٹک کر چلتی یکدم رکتی تھیں اور وہ جھک کر نہایت دھیان اور تقدس سے کتاب اُٹھا کر اُسے پہلے جھاڑتے اور اُس میں سے اُٹھنے والی دُھول کے بیٹھنے سے پیشتر ورق گردانی میں مشغول ہو جاتے۔ بہت کم ہوتے تھے جو ایسے ہوتے تھے جو کتاب کو چاہے وہ کتنی خستہ حالت میں ہو کیوں نہ ہو احتیاط اور پیار سے نہیں اُٹھاتے تھے۔ چھٹی کے دن انارکلی کے یہ فٹ پاتھ اور سڑک کا بیشتر حصہ پرانی کتابوں اور جرائد سے ڈھک جاتا اور اُن پر ہمہ وقت لوگ جھکے ہوئے ملتے۔ اُن کتابوں کے بیوپاری ایسے باشعور لوگ ہوتے ہیں جنہیں رقم سے زیادہ اس

فکر مندی ہوتی کہ گاہک جس کتاب کو خرید رہا ہے وہ اُس کی اہمیت سے بھی آگاہ
ن کی — وہ بہترین فیشن میگزینز- فن تعمیر- طب یا باڈی بلڈنگ کے رسائل سے
یا نہیں؟
کر دنیا کے ہر اہم مصنف کی ہر کتاب اور اُس کے متن سے آگاہ ہوتے ہیں اور اُس کی
و قیمت جانتے ہیں- اِن میں ایک ریٹائرڈ سرکاری افسر بھی ہیں جن کے بچے ہونڈا اکارڈ
ن کی کتابوں کے صندوق لاد کر صبح سویرے یہاں چھوڑ جاتے ہیں بمعہ والد صاحب کے
شام کو واپس لے جاتے ہیں- اِن قریشی صاحب کی زندگی ہی یہی ہے- وہ فٹ پاتھ پر
ن کتابیں سجاتے ہیں اور پھر کوئی ایسی کتاب اُٹھا کر مطالعہ میں محو ہو جاتے ہیں جسے گھر میں
پوتے پوتیوں کے شور و غل کی وجہ سے اطمینان سے پڑھ نہیں پاتے تھے- کتاب کی
قیمت سے زیادہ اُس کے بارے میں گفتگو کرنے میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں- ایک ریٹائرڈ
کلرک ہیں جو قریشی صاحب کی طرح قطعی طور پر گاہکوں میں دلچسپی نہیں رکھتے اور اگر
ن سے کسی کتاب کی قیمت دریافت کرلی جائے تو اِنہیں سخت ناگوار گزرتا ہے کیونکہ
نہیں اپنی کامک بُک سے توجہ ہٹانی پڑتی ہے —

لیکن سب کے سب کتابوں والے خبطی نہیں ہوتے سیانے بھی ہوتے ہیں اور
اگ کاروباری بھی ہوتے ہیں- ملک میں بس اسی فٹ پاتھ پر مکمل جمہوریت تھی —
پ یہاں کچھ بھی پڑھ سکتے ہیں- کچھ بھی خرید سکتے ہیں- یہاں کوئی سنسر نہیں.. حکومتی یا
کی- آپ اگر فلپ ہتی کی ممنوعہ "ہسٹری آف عربز" خریدنا چاہتے ہیں تو آسانی سے مل
ئے گی- اگر "شانک ورسز" کی تلاش ہے تو وہ بھی کہیں نہ کہیں ذرا سرگوشی سے
ستیاب ہو سکتی ہے- لیکن ایک حقیقت اِن فٹ پاتھوں پر بہت انوکھی تھی یہاں مذہبی
تب بہت کم دستیاب ہیں... آپ کو دنیا کی ہر شے مل جاتی ہے لیکن مذہب بہت کم ملتا
ہے-

مشاہد نے بہت آہستگی سے کیونکہ وہ اُسے چونکانا نہیں چاہتا تھا اس کے کندھے پر
رکھا "برگیتا" لیکن وہ چونک گئی اور چونکتے ہوئے ایک ہچکی بھری "ہاں- مشاہد"
وہ اُس خستہ کتاب پر جھکا جس کے اوراق پر وہ جھکی ہوئی تھی "کیا پڑھ رہی ہو؟"
"جائس کا "یولیسز" — میں نے یہ ایڈیشن کبھی نہیں دیکھا- ذرا دیکھو اِس کے
ق ٹوٹتے ہیں...... کیسی حیران کن بات ہے کہ یہاں لاہور کے انار کلی بازار کے فٹ پاتھ
"یولیسز" کا ایک یُونیک ایڈیشن مل جاتا ہے اور جائس اس میں لاہور کا تذکرہ کرتا ہے-"

"نہیں تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے اِسے پڑھا ہے — اور" پھر وہ شرمندگی سے کھانسا "خیر پڑھا تو نہیں — کئی بار دل کڑا کر کے شروع کی اور پھر ہمت ہار گیا۔ اس کے ساتھ نہیں چل سکا... پھر ایک مرتبہ صرف اس شرمندگی سے بچنے کے لیے اور دانشوری کی عصمت بچانے کے لیے کہ یہ ہے وہ شخص جو اپنے آپ کو ادب کا رسیا ہے اور — اس نے "یولیسز" نہیں پڑھا میں نے پھر کوشش کی اور بس کہیں کہیں سے کچھ ہاتھ آیا.... اب یہ مت کہنا کہ تم نے اسے پڑھ رکھا ہے؟"

"ہاں میں یہ کہوں گی — صرف میں نے اسے سویڈش میں پڑھا تھا — مکمل"

"اور اُس میں بھی لاہور کا تذکرہ تھا"

"تم یقین نہیں کرتے — اُس نے بوسیدہ ورق پر جھکتے ہوئے کہا..." یہ شروع ہوتا ہے... صفحہ God I Would Not Mind 196 اور آخر میں ہے...

O How the Waters Come Down at Lahore —

تسلی ہو گئی؟"

"لیکن جائس نے پتہ نہیں اِسے کن معنوں میں استعمال کیا ہے مائی بلوم... یہ پانیوں کا نیچے آنا ہے یہ ذرا فیشی ہے —"

"کوئی بھی معنی ہوں.. لاہور تو — لاہور ہے" برگیتا ہنسی — اگرچہ وہ شلوار قمیض میں تھی لیکن اُس کا آبنوسی بدن دسمبر کی اُس پیلی دُھوپ میں کپڑوں سے الگ یہ تھا ایک جانور کی طرح رستے تڑواتا — زور لگاتا — الگ ہوتا تھا۔

یہ اُن کی روٹین تھی — چھٹی کے دن کی صبح..... انارکلی کے کتابوں سے اٹ فٹ پاتھوں پر دل پسند اور غیر متوقع کتابوں کا شکار — لیکن آج وہ براہ راست اسلام آ سے واپس آ رہے تھے۔ اُن کی آنکھوں میں سفر کی تھکاوٹ اور نیند بھری ہوئی تھی۔

سی ڈی حسین اُسے اُن نظروں سے کیوں دیکھ رہا تھا — پُرستائش یا پُرخواہش نظریں اُس کے لیے ایک معمول تھیں.. لیکن وہ شخص اُسے کسی اور طرح دیکھتا تھا... پہچاننے کی کوشش میں ہو۔

وہ تین پیکنگ کی پُتلیاں تھکتی ہی نہ تھیں اور کیسے تھکتیں — اُن کے انگ انگ سے ہزار ہزار کے نوٹ لپٹ کر اُنہیں مسلسل تازہ دم کیے جاتے تھے — فیصل مسجد فجر کی اذان بلند ہوئی تو وہ سب چپ ہو گئے اور تینوں پُتلیوں نے سر جھکا کر اپنے دامن

لیے ارشد اپنے اعزاز میں منعقد کیے جانے والے مجُرے کے اختتام سے بہت پہلے جا

فا مشاہد اور برگیتا نے بھی کالیے کے ہاں رکنے کی بجائے یہی مناسب جانا کہ اُسی وقت
کے فوراً بعد لاہور روانہ ہو جائیں — وُہی وِلیز بالا کوٹ والی جیپ اور راستے میں
ٹ آف لوٹس... سادھوکے کے کنول... اور مشاہد کے دانتوں میں ایک خلاء...
جب اُنھوں نے اُس ڈانسنگ پارٹی کو چھوڑا تو کالیا ایک گیان دھیان میں گم بدھا کی
ح اپنے ڈرائنگ روم کے درمیان لوٹس پوزیشن میں آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا اور تینوں
یاں اُس کے گرد ناچ رہی تھیں —
اور اُس کا برادر عزیز ان پتلیوں کے گھومتے ہوئے لبادوں کو دیکھ کر اچھلتا تھا اور

ف... وَف۔
راوی کے پُل کے پار... سنگ میل پبلی کیشنز سے دائیں جانب ٹاؤن ہال اور
زمہ توپ کے قریب سے گزرتے ہوئے سفر کی تھکان کے باوجود انہیں خیال آیا کہ آج
ٹی کا دن ہے اور انارکلی کے فٹ پاتھوں پر...
"میرا خیال ہے میں اس ایڈیشن کو خریدنا پسند کروں گی" — برگیتا نے مشاہد کی
رف دیکھا "یقیناً تمہاری رقم تمہارے بٹوے میں محفوظ ہے کیونکہ میں نے تو پچھلی رات
نہیں فضا میں نوٹ اُڑاتے ہرگز نہیں دیکھا —"
"نہیں —" مشاہد نے فوراً کہا اور مُبکی محسوس کی "ایک بار میں نے بھی جی کڑا
کے تقریباً پانچ سو روپے کے نوٹ اُن پر نچھاور کیے تھے... ذرا اپنے آپ کو جینوئن جاٹ
ثابت کرنے کے لیے"
"تم جانتے ہو کہ ڈانسنگ پارٹی میں — میں کس مہمان پر بُری طرح عاشق ہو گئی
تھی...؟"

"اور بے چارے مشاہد کو یکسر فراموش کر کے..."
"ہاں —"
"کون تھا وہ — میرا چہرہ دیکھ کر بتاؤ کہ کیا حسد کا رنگ واقعی سبز ہوتا ہے؟"
"تم ایک پپی سے تو حسد نہیں کر سکتے... وہ کُتوراجو ہر دو چار منٹ کے بعد اُچھل